امام شعرانیؒ کے نزدیک ائمۂ فقہ کے مابین اختلافات کی شرعی حیثیت

Shariah Viewpoint about the Differences Amongst the Muslims Jurists

(An Analytical Study of Imam Sharani's Approach)

سعید احمد*

محمد اعجاز**

Abstract

Islam has introduced the concept of Ijtehad for the evolution of Muslim society and Islamic law. Which is source of blessings for Muslim Ummah for their educational, Spiritual and religious uniformity. In Islamic history, it is only Ijtehad which as a principle of movement helped in solving different sort of social, political and religious issues. Islamic jurists through Ijtehad searched out the solutions of matters and problems, which were produced by new civilizational and cultural reasons. In the present epoch the vast stock of Islamic Jurisprudence is in the reality due to the diligence struggle of Islamic Jurists. This is one of the prominent feature of Islamic law that's its fundamental values will guide the changing factors of civilization and society as its obligation. The journey of life under these rules and regulations of Islamic law will protect from each sort of hardship. Imam Sharani described the behest, that differences in ramification is not like differences in fundamental principles. Because the first one is permissible, while the second is unlawful. Differences of intellectual and educational efforts are real source of blessings. Disagreement is another thing for which there is no place in Qur'an and Hadith. Because dissimilarities are always consisted of logics and disagreement is a symbol of prejudice. Imam Sharani considers Islamic jurists and their disciples as real mentors For Muslim Ummah. He describes that the differences between Islamic jurists is a phenomena of benevolence in the favor of Muslim Ummah.

Keywords: Shariah; Muslims Jurists; Ijtehad;

دینِ اسلام نے مسلم سوسائٹی اور قانونِ اسلامی کے روبہ تحرّک و ارتقاء رہنے کے لیے جو اُصول و مبادی متعارف کرائے ہیں ان میں سے ایک روشن اور نمایاں اُصول ''اجتہاد'' ہے، جو ملّتِ بیضاء کی علمی، فکری اور عملی صلاحیتوں کے ارتقاء اور انسانیت کی دینی و دنیوی اور مادی و روحانی فوز و فلاح کے لیے عطیۂ خداوندی ہے۔ اسی اُصول نے قانونِ اسلامی کی وسعت و ارتقاء اور سوسائٹی کے بدلتے ہوئے تقاضوں اور ضروریات سے ہم آہنگ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ اجتہاد ہی ہے جس نے حرکی اُصول (Principle of Movement) ہونے کے ناطے سے اسلامی تاریخ کے ہر دور میں معاشرتی، معاشی، سیاسی اور دیگر متنوع مسائل و مشکلات حل کرنے اور سہولت ویُسر فراہم کرنے میں مدد اور راہنمائی کی ہے۔ ائمہ مجتہدین نے اجتہاد ہی کے ذریعے تمدن کے پیدا کردہ پیش آمدہ مسائل

* اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور گریژن یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

ومعاملات کے حل دریافت کیے اور دورِ حاضر میں فقہِ اسلامی کا جو گراں مایہ اور وسیع وقیع سرمایہ ہمارے پاس موجود ہے وہ دراصل ائمہ مجتہدین اور فقہا کی شبانہ روز اخلاص سے بھرپور اجتہادی کاوشوں کا مرہونِ منت ہے۔ اور یہ قانونِ اسلامی ہی کی نمایاں خصوصیت ہے کہ اس کے اُصول ومبادی تغیّر پذیر تمدنوں اور معاشروں کی راہنمائی اور ارتقاء کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے اور ان کی روشنی میں طے ہونے والا سفر زندگی کے پُرخطر راستوں پر پیش آمدہ ہر قسم کے مسائل اور مشکلات سے تحفظ فراہم کرتا رہے گا۔

چونکہ مشیتِ الٰہی میں پہلے ہی یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ شریعتِ اسلامی پر ایمان لانے والے نفوس قدسیہ پیش آنے والے مسائل ومعاملات کا حل قرآن وسنت کے اُصول ومبادی کی روشنی میں اپنے اجتہاد سے پیش کریں گے اس لیے ان کی اجتہادی کاوشوں سے پہلے ہی صادق وامین رسول ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ ارشاد جاری کرا دیا تھا:

"إذا حكم الحاكم فاجتهدو أصاب فله أجران"(1)

"جب کوئی صاحبِ حکم اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ مبنی بر صواب بھی ہو تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔"

کیونکہ اجتہاد دراصل طے شدہ اُصول ومبادی کی روشنی میں تغیّر پذیر حالات وواقعات میں پیش آمدہ مسائل کے شرعی حکم کے انکشاف کا نام ہے جو درحقیقت قرآن وسنت کی پہنائیوں میں مخفی ہیں۔ لیکن اجتہاد ہر کس وناکس کا منصب نہیں ہے بلکہ یہ اُس سعی بلیغ سے عبارت ہے جو اجتہاد کی مطلوبہ صلاحیت وشرائط کا اہل شخص کتاب وسنت اور اجماع کی روشنی میں شریعت کے عملی احکام تک رسائی کے لیے بروئے کار لاتا ہے۔ ورنہ اجتہاد ممنوع ہے بلکہ اگر مطلوبہ شرائط اور صلاحیت سے عاری شخص اجتہاد کرے گا تو حرام کا مرتکب اور گنہگار ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حق جاننے کے باوجود اُس کے خلاف فیصلہ دینے والے اور جہالت کی بنا پر فیصلہ دینے والے قاضیوں کو جہنمی قرار دیا ہے۔(2) اور جہلاء کے مبنی پر جہالت افتاء کو اُن کے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی گمراہی کا باعث قرار دیا ہے۔(3)

ائمۂ مجتہدین اور اُن کے مذاہب فقہیہ:

دوسری صدی ہجری کے شروع سے لے کر چوتھی صدی ہجری کے آخری نصف کا زمانہ اجتہاد کا سنہری زمانہ ہے جس میں آسمانِ اجتہاد پر تیرہ مجتہدین نمایاں ہوئے جن کے مذاہب کی تدوین اور اُن کی آراء کی تقلید کی گئی لیکن اِن میں سے چار ائمہ مجتہدین کے مذاہب نہ صرف باقی رہے بلکہ عالمِ اسلام نے انھیں شرفِ قبولیت بخشا۔ یہ مذاہبِ فقہ، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہیں۔ یہ مذاہب اپنے بانیوں کے نام سے منسوب ہوئے۔

مذاہبِ ائمہ داخلِ شریعت ہیں:

امام عبدالوہاب شعرانی نے اپنی تالیف ''المیزان الکبریٰ'' میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ جملہ ائمہ کرام ہدایت پر ہیں اور ان کے مذاہب داخلِ شریعت ہیں۔ فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ میں اس کتاب کو پڑھاتے وقت علماء کے اقوال اور مذاہبِ فقہ کے دلائل بیان کر رہا تھا تو ایک طالب علم میرے پاس آیا اور میری گفتگو سُن کر یہ سمجھ لیا کہ یہ ان مذاہب کے اندر یہ اختیار دے رہے ہیں کہ چاہے ہم عزیمت کو اختیار کریں یا رخصت کو، کہنے لگا کہ وہ تو کسی مذہبِ فقہی کے پابند نہیں ہیں بجائے اس کے کہ وہ میری وسعت علمی کی داد دیتا کہ مجھے جملہ ائمہ مجتہدین کے دلائل معلوم ہیں، اُلٹا میری مذمت کرنے لگا اور اُس کی بدگمانی کا منشاء یہ تھا کہ میں بار بار یہ کہہ رہا تھا:

إن جميع الائمة عليٰ هُدي من ربهم

کہ تمام ائمہ اپنے رب کی طرف ہدایت پر ہیں۔

میں اُس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دُعا کرتا ہوں کیونکہ وہ اس کتاب ''المیزان الکبریٰ'' کے منفرد مضامین نہ سمجھنے کی وجہ سے معذور ہے۔(4)

آپ نے امام سیوطی کے حوالے سے اجتہاد کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

1- اجتہاد مطلق غیر منتسب

2- اجتہاد مطلق منتسب

اور ائمہ اربعہ کے اجتہاد کو پہلے درجہ میں رکھا ہے۔(5)

نیز آپ نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ دین میں رائے مذموم ہے اور تمام ائمہ مجتہدین قول بالرائے سے بری ہیں۔''(6)

ائمۂ مجتہدین قال اور حال میں رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں:

ائمہ مجتہدین چونکہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و احوال کو سامنے رکھ کر مسائل کا استنباط کرتے ہیں اس لیے کسی مقلّد کو زیبا نہیں کہ وہ ائمہ مذاہب کے اقوال میں سے کسی قول میں توقف کرے اور اُس پر اُن سے دلیل کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ اُن کے حق میں سوءِ ادب ہے اور وہ کیسے اُن کے اقوال پر عمل پیرا ہونے میں توقف کر سکتا ہے جن کی بنا صحیح احادیث اور کشفِ صحیح پر ہو جو کبھی شریعت کے مخالف نہیں ہوتا! کیونکہ علمِ کشف امورِ واقعیہ کی خبر دینے کا نام ہے۔ اور جب آپ اس کی تحقیق کریں گے تو اسے کسی معاملہ میں بھی خلافِ شریعت نہیں پائیں گے کیونکہ یہ عین شریعت ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ امر واقع ہی کی خبر دیتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ باطل اور ظن سے پاک ہیں۔ امام شعرانی اپنے اُستاد حضرت علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ میں نے انھیں بارہا یہ فرماتے ہوئے سنا:

''كان ائمة المذاهب رضي الله عنهم وارثين لرسول الله صلي الله عليه وسلم في علم الأحوال و علم الأقوال معاً''(7)

''یہ کہ ائمہ مذاہب حال اور قال ہر دو علوم میں رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں۔''

اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ ائمہ مجتہدین نے حضرات صحابہ کرام کا راستہ اختیار کیا ہے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں:

''و معلوم أن المجتهدين علي مدرجة الصحابة سلكو فلا تجد مجتهداً إلا و سلسلته متصّلة بصحابي قال بقوله أو بجماعةٍ منهم''(8)

''اور یہ بات معلوم ہے کہ ائمہ مجتہدین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے کو ہی اختیار کیا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ ہر مجتہد کا سلسلہ ایک صحابی کے قول کے ساتھ متصل ہو گا یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے نقطۂ نظر سے۔''

نیز امام شعرانی نے ائمہ مجتہدین کے مذاہب کی پیروی کو دخول جنّت کا سبب قرار دیا ہے۔(9)

امام ابنِ حزم کا اعترافِ حقیقت:

امام شعرانی، ابن حزم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ابن حزم کہا کرتے تھے:

''جميع ما استنبطه المجتهدون معدود من الشريعة و إن خفي دليله علي العوام، و من أنكر ذلك فقد نسب الأئمة إلي الخطأ و أنهم يشرعون ما لم يأذن به الله و ذلك ضلال من قائله عن الطريق والحق أنه يجب اعتقاد أنهم لولا رأو دليلاً ما شرعوه''(10)

''وہ تمام احکام جن کا مجتہدین نے (قرآن و سنت سے) استنباط کیا ہے، شریعت ہی میں شمار کیے جائیں گے اگرچہ ان کے دلائل عوام پر مخفی ہوں۔ اور جس نے اس کا انکار کیا ہے تو اُس نے در حقیقت ائمہ کی طرف خطا منسوب کی ہے کہ وہ ان اُمور کو شریعت میں داخل کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور ایسا کہنے والا گمراہ ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اس بات کا اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ اگر ائمہ مجتہدین ان احکام کی کوئی دلیل شریعت میں نہ پاتے تو ہر گز اس کو شریعت میں داخل نہ فرماتے۔''

مذاہبِ فقہ پر عمل پیرا لوگ ہدایت کے پیروکار تھے:

امام شعرانی مختلف مذاہبِ فقہ پر عمل کرنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

''فاني وجهت في هذه الميزان ما يقاس عليه جميع الأقوال المستعملة والمندرسة، و علمت أن الذين عملوا تبلك المذاهب و دانوا الله بها أفتوا بها الناس إلي أن ماتوا كانوا علي هدي من ربهم فيها عكس من يقولون انهم كانوا في ذلك علي خطأٍ''(11)

''میں نے اس کتاب ''المیزان'' میں ان امور کو اچھی طرح بیان کیا ہے، جن پر اقوال معمولہ اور غیر معمولہ کی بنا ہے اور جان لیا ہے کہ جو لوگ ان مذاہب پر عمل پیرا تھے اور انھیں اللہ تعالیٰ کا دین سمجھ کر ان کے مطابق فتوی دیتے تھے، یہاں تک کہ واصل بحق ہو گئے، اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر تھے بر خلاف ان لوگوں کے جو کہتے ہیں کہ وہ غلطی پر تھے۔''

ائمۂ مجتہدین، حقیقت اور شریعت دونوں کے عالم تھے:

امام شعرانی نے یہ امر بھی واضح کیا ہے کہ ائمہ مجتہدین صرف ظاہر شرع کا ہی علم نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ حقیقت کے بھی عالم تھے اور جو اس کے منکر ہیں وہ ائمہ مجتہدین کے مقام سے جاہل ہیں آپ فرماتے ہیں:

''فوا الله لقد كانوا علماء بالحقيقة و الشريعة معاً و أن في قدرة كُلّ واحدٍ منهم أن ينشر الأدلة الشرعية علي مذهبه و مذهب غيره بحكم مرتبي هذه الميزان فلا يحتاج أحد بعده إلي النظر في أقوال مذهب آخر لكنهم كانوا أهل انصاف و أهل كشف، فكانوا يعرفون أن الأمر يستقرّ في علم الله تعاليٰ عليٰ عدّة مذاهب مخصوصة لاعليٰ مذهب واحد، فأبقي كُلّ واحد لمن بعده عدّة مسائل عرف من طريق كشفها أنها تكون من جملة مذهب غيره''(12)

''میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ائمہ مجتہدین حقیقت اور شریعت دونوں کے عالم تھے اور ان میں سے ہر ایک اس پر قادر تھا کہ اپنے اور دوسروں کے مذہب پر ادلۂ شرعیہ کو اس میزان کے دونوں مرتبوں کے موافق جاری کرے اور اس کے بعد پھر کوئی شخص دوسرے مذہب کے اقوال میں نظر کرنے کا محتاج نہ رہے لیکن چونکہ وہ حضرات منصف مزاج اور اہلِ کشف تھے اس لیے وہ جانتے تھے کہ یہ علم الٰہی جل شانہ میں طے ہو چکا ہے کہ چند مذاہب مخصوصہ عام ہوں گے نہ کہ صرف ایک مذہب۔ تو ہر امام مجتہد نے اپنے مابعد مجتہد کے لیے چند ایسے مسائل چھوڑ دیے جن کے بارے میں بذریعہ کشف معلوم کر لیا تھا کہ یہ دوسرے مذہب میں شامل ہوں گے۔''

مذاہبِ اربعہ قیامت تک باقی رہیں گے:

امام شعرانی نے پہلے یہ میزان علمی، ایمانی اور تعلیمی حیثیت سے حضرت خضر سے حاصل کیا پھر اپنے مرشد حضرت علی خواص سے منازل سلوک طے کیے اور اتنے کثیر مجاہدے کیے کہ اشیاء کی حقیقت تک پہنچ گئے، نہ صرف

سرچشمۂ شریعت پر مطلع ہوئے بلکہ کسی چیز کو دیکھتے ہی اُس کے حلال یا حرام ہونے کو بھی محسوس کر لیتے تھے۔ پھر آپ نے سرچشمۂ شریعت سے ائمہ مجتہدین کے مذاہب کو ندیوں کی صورت میں رواں دیکھا، فرماتے ہیں:

''و من جملة ما رأيت في العين جداول جميع المجتهدين الذين اندرست مذاهبهم لكنّها يبست و صارت حجارة و لم أر منها جدولاً يجري سوي جداول الأئمة الأربعة فأوّلت ذلك ببقاء مذاهبهم إلي مقدمات الساعة، و رأيت اقوال الأئمة الأربعة خارجة من داخل الجداول''(13)

"اور منجملہ ان بہت سی ندیوں کے، جو میں نے سرچشمہ شریعت سے نکلتی دیکھی ہیں، ان تمام مجتہدین کے مذاہب کی ندیاں بھی ہیں، جن کے پرانے ہونے کی وجہ سے وہ ندیاں خشک ہو کر پتھر بن گئی ہیں اور میں نے مذاہبِ اربعہ کی ندیوں کے علاوہ کسی ندوی کو رواں نہیں دیکھا تو اس سے میں نے اخذ کیا کہ ائمہ اربعہ کے مذاہب قیامت تک باقی رہیں گے اور میں نے ائمہ اربعہ کے اقوال کو ندیوں سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔"

آپ نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ تمام مذاہب سرچشمۂ شریعت سے اس طرح متصل ہیں جس طرح ہتھیلی سے انگلیاں اور تیر سے اُس کا سایہ متصل ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے مندرجہ ذیل تصویر کے ذریعے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ روزِ محشر حساب کتاب کے وقت ائمہ اربعہ کہاں تشریف فرما ہوں گے اور ان کے متبعین بغرض شفاعت اُن کے پیچھے کہاں کھڑے ہوں گے؟

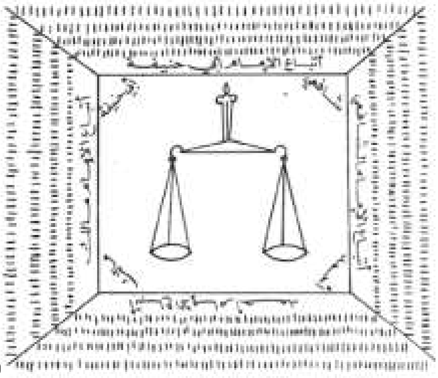

(14)

پھر آپ نے جنت کی نہر حیات پر ائمہ مجتہدین کے ان گنبدوں کی تصویر دی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے گنبد مبارک کے بعد ہے، جس سے واضح کیا ہے کہ ائمہ اربعہ کو یہ مقام رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے اتباع سے حاصل ہوا ہے تو جنت میں ان کے لیے اعلیٰ درجہ کی نعمت رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہو گا۔

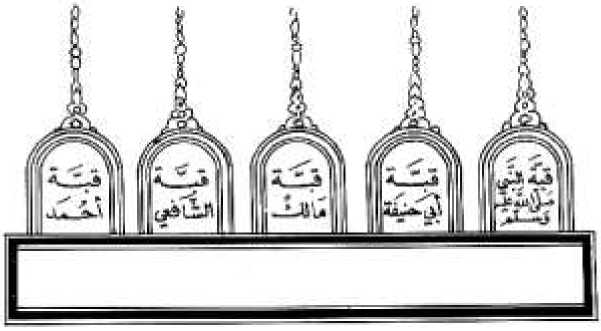

(15)

سر چشمۂ شریعت پر آگاہی کی شرائط:

امام شعرانی نے پہلے اپنے بارے میں بتایا کہ وہ کس طرح سر چشمۂ شریعت پر آگاہ ہوئے؟ بعد ازیں اُن افراد کی بھی راہنمائی کی ہے جو اس سر چشمہ سے آگاہی چاہتے ہیں، آپ نے سر چشمۂ شریعت پر آگاہی کے لیے مندرجہ ذیل شرائط طے کی ہیں:

1- کسی ایسے شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت ہو، جو حرکت اور سکون کی ترازو اور اس کے کانٹے سے واقف ہو اور اپنے آپ کو مکمل طور پر شیخ کے حوالے کر دے وہ جیسے چاہے تصرف فرمائے۔

2- ہر وقت باوضو رہے، جب تک سلوک میں رہے تو بلا ضرورت افطار نہ کرے اور حالت اضطرار کے بغیر کچھ نہ کھائے اور صرف اس شخص کا کھانا کھائے جو واقعتاً صاحبِ تقویٰ ہو۔

3- لحظہ بھر اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو بلکہ دن رات اُس کے مراقبہ میں مشغول رہے۔ کبھی اپنے نفس کو مقامِ احسان میں حاضر کرے گویا کہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہے اور کبھی مقامِ ایقان میں، جس کا درجہ احسان کے بعد ہے۔ پھر اس بات پر یقین کرے کہ پروردگار کو حالتِ ایمان میں دیکھ رہا ہوں نہ کہ حالتِ شہود میں۔ کیونکہ اسی میں باری تعالیٰ کی کامل تنزیہ ہے۔(16)

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، چونکہ صرف علم ظاہر ہی نہیں بلکہ عرفان و طریقت کے بھی شناور ہیں اس لیے آپ کی رائے علم شریعت اور اسرارِ معرفت کے ہر دو میزانوں میں پوری اُترتی ہے۔

ائمۂ فقہ کے مابین اختلافات اور ان کی نوعیت:

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف ائمہ فقہ کے مقام و مرتبہ کو واضح کیا ہے بلکہ اُن کے مابین فقہی فروعی اختلافات کی حیثیت و نوعیت کا بھی تعین کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"أنه سبحانه و تعالي لم يجعل كل نافعٍ نافعاً مطلقاً ولا كل ضارٍّ ضاراً مطلقاً، بل ربما نفع هذا ما ضرّ هذا و ضرّ هذا ما نفع هذا، و ربما ضرّ هذا في وقت ما نفعه في وقت آخر و نفع هذا في وقت ما ضرّه في وقت آخر، كما هو مشاهد في الموجودات الحسية والمدركات المعنوية لمعان جلت عن الإدراك بالافكار و أسرار خفيت إلا علي من

أراده عالم الأسرار و من هنا يتحقق أن كلا ميسّر لما خلق له، و أن ذلك انما هو تمام شؤون الأولين و الآخرين و أن الله هو الغني عن العالمين"(17)

"یہ کہ پروردگارِ عالم نے ہر نفع بخش چیز کو مطلقاً نافع بنایا ہے نہ ہر ضرر رساں چیز کو مطلقاً مُضر، بلکہ ایک چیز بسا اوقات اگر کسی کے لیے مفید ہے تو بعینہ وہی چیز کسی لیے نقصان دہ بھی ہے اور اسی طرح اس کے برعکس۔ یہاں تک کہ ایک چیز ایک وقت میں اگر اس کے لیے نفع بخش ہے تو دوسرے وقت میں اُس کے لیے نقصان دہ بھی ہے۔ اس حقیقت کا مشاہدہ ہر قسم کی ظاہری اور باطنی اشیا میں کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے بھید ہماری فکرِ نارسا کی دسترس میں نہیں ہیں۔ ہاں مگر جس پر صاحبِ اسرار پروردگار ظاہر فرمادے (تو الگ بات ہے) اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ ہر شخص کے لیے وہ چیز آسان کر دی گئی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے اور یہی حقیقت اولین و آخرین کے جملہ معاملات کا حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ تو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔"

امام شعرانی مندرجہ بالا حقیقت افروز اور ناقابلِ تردید دلیل کے بعد فروعی فقہی اختلافات کی نوعیت کا تعین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"و حيث تقررت لك يا أخي هذه القاعدة العظيمة، علمت أن الله تعالي لم يمكر بسعيد من حيث كلفه أبداً، و أن اختلاف ائمة هذه الأمة في فروع الدين احمد عاقبة و أقوم رشدا، و أن الله تعالي لم يخلقنا عبثا، و لم ينوع لنا التكاليف سُدي، بل لم يلهم أحدا من المكلفين العمل بأمر من أمور الدين تعبده به علي لسان أحد من المرسلين، أو علي لسان امام من أئمة الهدي المجتهدين، إلا و في العمل به علي وجهه في ذلك الوقت أعلي مراتب السعادة ذلك المكلف المقسومة له حينئذ و اللائقة بحاله، ولا يصرفه عن العمل بقول إمام من أئمة الهدي إلي العمل بقول إمام آخر منهم إلا و فيما صرفه عنه انحطاط في ذلك الوقت عن الأكمل في درجته اللائقة به رحمة منه سبحانه و تعالي بأهل قبضة السعادة، و رعاية للحظ الأوفر لهم في دينهم و دنياهم كما يلاطف الطبيب الحبيب، و لله المثل الأعلي وهو القريب المجيب، لا سيما وهو الفاعل المختار في الأموات والأحيا، والمدبر المريد لكل شيء من سائر الاشياء"(18)

"اے بھائی! اس قاعدہ عظیمہ کے واضح ہو جانے کے بعد آپ نے یہ جان لیا ہو گا کہ سعادت مند کو ہمیشہ کے لیے مکلف بنا کر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ دھوکہ نہیں کیا اور یہ کہ اس اُمت کے ائمہ کا فروعِ دین میں اختلاف انجامِ کار زیادہ محمود اور مضبوط ہدایت کا باعث ہے اور ہمیں عبث تخلیق نہیں فرمایا اور اسی طرح ہمیں مختلف احکام کا فضول مکلف نہیں بنایا بلکہ جب کوئی مکلف اُمورِ دینیہ میں سے کسی امر کو کسی رسول یا کسی امام کے فرمان کی وجہ سے عبادت سمجھ کر بجالاتا ہے تو اُسے اس کے شایانِ شان ازلی مراتبِ سعادت میں سے ایک مرتبۂ سعادت حاصل ہوتا ہے اور جب کوئی ائمہ مجتہدین میں سے کسی امام کے فرمان کو چھوڑ کر کسی دوسرے امام مجتہد کے فرمان پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اُس وقت اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے شایانِ شان مرتبہ عطا فرماتا ہے جو پہلے امام کی پیروی میں ممکن

نہ تھا۔ یہ محض اُس پروردگار کی طرف سے نیکوکار لوگوں پر رحمت اور اُن کے لیے دین و دنیا میں رعایت کا باعث ہے جس طرح طبیب اپنے پیارے مریض کی صحت کے لیے بدل بدل کر نسخے تجویز کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ان مثالوں سے ماوراء ہے اور سب کے قریب اور سب کی التجائیں سننے اور قبول کرنے والا ہے۔ بالخصوص زندہ اور مردہ لوگوں میں تصرف کرنے میں مختار اور جملہ اشیاء میں سے ہر ہر شے میں ارادہ فرمانے والا اور عمدہ تدبیر سے کام لینے والا ہے۔"

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت واضح دلائل اور براہین کے ساتھ اس حقیقت کو ثابت کیا ہے کہ مذاہبِ اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی و حنبلی) کے ائمہ اور ان کے مقلدین ظاہری اور باطنی طور پر اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اس لیے کسی بھی مذہبِ فقہ کا پیروکار یا ایک مذہب سے رجوع کر کے دوسرے مذہب کی پیروی کرنے والا یا بوقتِ ضرورت کسی خاص مسئلہ میں اپنے امام کے علاوہ کسی دوسرے امام کی تقلید کرنے والا ہرگز گمراہ نہیں ہے بلکہ وہ ہدایت پر ہے۔ اس لیے کہ فقہ کے مذاہبِ اربعہ شریعت میں داخل ہیں۔ امام شعرانی لکھتے ہیں:

"و أن اختلافهم إنما هو رحمة بالأمة نشأ عن تدبير العليم الحكيم، فعلم سبحانه و تعالي أن مصلحة البدن والدين والدنيا عنده تعالي لهذا العبد المومن في كذا، فأوجده له لطفاً منه بعباده المؤمنين، إذ هو العالم بالأحوال قبل تكوينها، فالمؤمن الكامل يؤمن ظاهرا و باطنا أن الله تعالي لو لم يعلم أزلا أن الأصلح عنده تعالي لعباده المؤمنين انقسامهم علي نحو هذه المذاهب لما أوجدها لهم و أقرهم عليها، بل كان يحملهم علي أمر واحد لا يجوز لهم العدول عنه إلي غيره كما حرّم الاختلاف في أصل الدين"(19)

"اور یہ کہ ائمہ مجتہدین کا اختلاف اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے، جو علیم و حکیم پروردگار کی تدبیر سے وجود پذیر ہوا ہے۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ جانتا ہے کہ اس بندۂ مومن کی بدنی، دینی اور دنیوی مصلحت کس میں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے اہل ایمان بندوں پر لطف فرماتے ہوئے اُس کے لیے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ وہ کائنات کی تکوین سے پہلے ہی تمام احوال کا عالم ہے۔ پس کامل مومن اس امر کا یقین رکھتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو ازل سے اس بات کا علم نہ ہوتا کہ اُس کے اہلِ ایمان بندوں کو ان مذاہبِ فقہ پر منقسم کرنے میں ہی زیادہ مصلحت ہے تو نہ تو ان مذاہبِ فقہ کو پیدا کرتا اور نہ ہی انھیں ان پر باقی رکھتا بلکہ ان سب کو ایک ہی طریقے کا پابند کر دیتا جس کے علاوہ کسی اور طریقے کی طرف عدول جائز نہ ہوتا۔ جیسا کہ اُصولِ دین میں اختلاف (اور ان سے عدول) کو حرام قرار دیا ہے۔"

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ فروع میں اختلاف، اُصول میں اختلاف کی طرح نہیں ہے کیونکہ اول الذکر جائز اور مستحسن ہے جب کہ الثانی الذکر ناجائز اور حرام ہے اور اس سلسلہ میں حدیثِ نبوی ﷺ ہمارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے بالصراحت فرمایا ہے کہ میری اس اُمت کا اختلاف رحمت ہے حالانکہ ہم سے پہلے لوگوں کے حق میں عذاب تھا۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ اُمت مسلمہ کے مابین (علمی و فکری) اختلاف کا رحمت ہونا، اُمت مسلمہ میں نبی کریم ﷺ کے خصائص میں ہے۔ ہاں البتہ خلاف اور مخالفت دوسری چیز ہے۔ جس کی قرآن و سنت میں ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اختلاف، دلیل پر مبنی ہوتا ہے، جبکہ خلاف اور مخالفت کے پس پردہ اَنا اور عصبیت ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام شعرانی مذہب اربعہ کے ائمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین کو بالعموم اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، فقہِ حنفی اور ان کے مقلدین کو بالخصوص برسرِ ہدایت سمجھتے ہیں۔ اور ائمہ فقہ کے مابین اختلاف کو اللہ تعالیٰ کی تکوینی حکمت کا مظہر اور اُمت کے حق میں رحمت قرار دیتے ہیں۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ اور اس اُمت (اُمتِ مسلمہ) کی ہی خصوصیت ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1- صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب اجر الحاكم اذا اجتهد
2- ابو داؤد، السنن، كتاب الاقضية، باب في القاضي يخطيء
3- صحيح البخاري، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم
4- الميزان الكبرىٰ، ١/ ١٤
5- ايضاً، ١/ ٢١
6- ايضاً، ١/ ١٣
7- ايضاً، ١/٥٥، ٥٦
8- ايضاً، ١/ ٣٩
9- ايضاً، ١/ ٦٥
10- ايضاً، ١/ ٢٥
11- ايضاً، ١/ ١٥
12- ايضاً، ١/ ٥٤
13- ايضاً، ١/ ٢٨
14- ايضاً، ١/ ٦٣
15- ايضاً، ١/ ٦٦
16- ايضاً، ١/ ٢٧
17- ايضاً، ١/ ١٠
18- ايضاً، ١/ ١٠، ١١
19- ايضاً، ١/ ١١